مزدور کے حقوق، شریعت اور پاکستانی آئین کی نظر میں ایک تحقیقی و تنقیدی مطالعہ

حافظ فضل حق حقانی*

لطف اللہ ثاقب**

Abstract

Labors are, of course, the backbone of every economy whether under developing, developing or developed. Owing to this fact, a vital importance is supposed to be given to the labors and their rights. However, contrary to this, labors are deprived badly from their rights, ironically, even by the developed countries. While recognizing this situation, though latter on, various laws, rules and regulations are added to the legal spectrum of various countries in order to give quality life standards to the labors and their families. Pakistan, too, has taken some measures in this regard through the introduction of various laws related to uplift of labors- by one way or another. *Sharī'ah* (Islamic Law), unlike the conventional system, has envisaged such rights from the very beginning. Because of this reason, the Holy *Qur'ān*, *Hadīth* and classical Muslim *fuqahā* (jurists) have discussed labors' rights with minute details. These rights can be broadly divided into moral and substantial rights – a comprehensive division of rights that cannot be found in any other legal system. The present research endeavor, therefore, aims to critically analyze and compare the labors' rights in Pakistan with those offered by Islamic law since long. Findings show, with solid evidences, that majority of such rights (given by Islamic law to the labors) are inculcated in the legal system of Pakistan – mainly being an Islamic state. However, still there is room for further improvement. The present work, therefore, advances suggestions in this regard, too. Being a qualitative research, content analysis technique is followed in the present work for the investigation of the issue.

Keywords: Labor, Right, Work, *Fuqahā, Sharī'ah,* Law, Islamic Law, *Qur'ān, Hadīth*

---

* لیکچرر، شعبہ علوم اسلامیہ، سوات یونیورسٹی، سوات۔

** اسسٹنٹ پروفیسر، لاء اینڈ شریعہ، سوات یونیورسٹی، سوات۔

تعارف:

اللہ تعالیٰ نے مال کو انسانوں کے مابین منافع کے تبادلے(exchange of profit) کاذریعہ بنایاہے اور اس کے حصول کی خاطر تجارت کو مشروع (legal) قرار دیا ہے۔

جیسا کہ ارشاد باری ہے:

''فاذا قضیت الصلوۃ فانتشروا فی الارض وَابْتَغُوا مِنْ فَضْلِ اللَّهِ واذکرواللہ کثیرا لعلکم تفلحون''[1]

کہ جب جمعہ کی نماز ہو جائے توزمین میں پھیل جاؤ، اور اللہ کا فضل تلاش کرو، اور اللہ کو بہت زیادہ یاد کیا کرو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔

علامہ کاسانیؒ فرماتے ہیں اس آیت میں "ابتغاء فضل "سے مراد "اجارہ" ہے[2]۔چونکہ کسی انسان کیلئے اپنی ضرورت پوری کرنے کی خاطر دوسرے کے مال سے استفادہ (taking of benefit) درست نہیں جب تک کہ اسے حاصل نہ کرے۔کسب مال کی خاطر خدمات سرانجام دینے کو دین اسلام میں نہ صرف مشروع (legal) قرار دیا گیا ہے، بلکہ اسے فضل خداوندی گردانا گیاہے۔ جیسے کہ آیت بالا میں ہے۔اور اس سلسلے میں دوسری آیت ''لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوا فَضْلا مِنْ رَبِّكُمْ''[3] بھی بڑی واضح ہے۔اس کا شان نزول یہ ہے کہ کچھ لوگ دوسروں کے بدلے حج کیا کرتے اور اس کا عوض لیتے تھے۔انہوں نے سوچا۔عوض لینے کی بناء پر ہم حج کے ثواب کا حقدار نہیں بنتے اور نہ ہی ہم حجاج کہلائے جانے کے قابل ہوتے ہیں۔لہٰذا انہوں نے آپ ﷺ سے یہ سوال پوچھا۔ آپ ﷺ خاموش ہوئے۔اس کے بعد یہ آیت اتری۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگ حجاج ہو۔ گویا اس آیت میں حج اجرت پر کرنے کی اجازت ملی۔[4]

لہٰذا دینِ اسلام کسب معاش کی خاطر اختیار کئے جانے والے ہر عمل اور اقدام کی نہ صرف اجازت دیتاہے بلکہ اسے سراہتا بھی ہے البتہ وہ عمل ،اصولِ اسلام کی رو سے جائزاور درست ہونا چاہئیے اور اس آمدنی کو اللہ کی راہ میں صرف کرنے کا حکم دیاہے۔

---

[1] الجمعة:١٠

[2] الكاساني ، علاء الدين، أبو بكر بن مسعود بن أحمد الحنفي ،بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع،(دار الكتب العلمية، الطبعة: الثانية،١٤٠٦هـ،١٩٨٦م)،٣: ١٧٣

[3] البقرة:١٩٨

[4] أبو داود ، سنن أبي داود، باب الكري،(دار الرسالة العالمية، الطبعة: الأولى،١٤٣٠هـ-٢٠٠٩ م)،٣: ١٥٦

جیسے ارشادِ باری ہے:

''یاایھاالذین امنوا انفقوا من طیبات ماکسبتم ''۔[5] کہ اے مومنو! اپنے حلال آمدن (legitimate earning) میں سے خرچ کیا کرو۔ لہٰذا اسلام انسان کی اخروی بھلائی کے پیشِ نظر، حفظِ ما تقدم کے طور پر حرام مال کو دنیا میں ہی نا جائز قرار دیتا ہے۔ قرآن کریم نے کسبِ معاش کے متعلق بنیادی شرط ذکر کی ہے ایک دوسروں کا مال ناجائز طریقے (prohibited ways) سے مت کھاؤ۔ بلکہ تجارت کرتے ہوئے آپس کی رضامندی سے کھا لیا کرو۔ جیسے کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔''يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِنْكُمْ"[6]

ابو بکر الجصاص ؒ اس آیت کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں کہ یہ آیت ایک مسلمان کو باطل طریقہ سے اپنا مال گناہ کے کاموں میں صرف کرنے اور دوسروں کا مال ناجائز طریقہ سے کھانے کو منع کرتا ہے۔ پس ہر مسلمان کا مال اس کی رضا (تجارت) کے بغیر جائز اور حلال نہیں ہے۔ اسی طرح ہجرتِ مدینہ کے موقع پر آپ ﷺ اور ابو بکرؓ نے راستہ کی رہبری کیلئے بنو دیل کے ایک ماہر شخص کو اجرت پر لے لیا تھا۔ چونکہ وہ مشرک تھا، اسلئے اس سے قسم لے کر اپنی سواری اس کے حوالے کی کہ تیسرے دن غار ثور پہنچ آنا۔ لہٰذا اس نے ایفاءِ عہد کیا اور ان کو مدینہ کے راستے کی طرف رہنمائی کی۔[7]

کسبِ حلال کی اہمیت اسلام کی نظر میں:

دینِ اسلام اپنے ہاتھ کی کمائی کو سب سے پاکیزہ اور طیب آمدنی قرار دیتا ہے۔ جیسے کہ امام بخاریؒ نے حدیث پاک نقل کی ہے۔ فرمان نبوی ﷺ ہے۔''مَا أَكَلَ أَحَدٌ طَعَامًا قَطُّ، خَيْرًا مِنْ أَنْ يَأْكُلَ مِنْ عَمَلِ يَدِهِ، وَإِنَّ نَبِيَّ اللَّهِ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلاَمُ، كَانَ يَأْكُلُ مِنْ عَمَلِ يَدِهِ''[8] کہ کوئی بھی شخص اپنے ہاتھ کی کمائی سے بہتر کوئی خوراک نہیں کھاتا۔ اور

---

[5] البقرة:۲۶۷

[6] البقرة:۲۹

[7] البخاري، صحيح البخاري،(دار طوق النجاة،الطبعة:الأولى،۱۴۲۲ھ)،۳: ۸۸ ۔دیکھئے:(عن عائشة رضي الله عنها- وَاسْتَأْجَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، وَأَبُو بَكْرٍ رَجُلًا مِنْ بَنِي الدِّيلِ، ثُمَّ مِنْ بَنِي عَبْدِ بْنِ عَدِيٍّ هَادِيًا خِرِّيتًا۔۔۔)

[8] البخاري ، صحيح البخاري،(دارطوق النجاة، الطبعة: الأولى،۱۴۲۲ھ)،۳: ۵۷

داوٗدؑ اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھاتا تھا۔ جبکہ ایک اور جگہ فرمان نبوی ﷺ ہے۔"أَطْيَبُ مَا أَكَلَ الرَّجُلُ مِنْ كَسْبِهِ، وَإِن وَلَدَهُ مِنْ كَسْبِهِ "[9] کہ بہترین کمائی انسان کی اپنی ذاتی کمائی ہے اور دوسری جگہ پیغمبر پاک ﷺ کا ارشاد ہے:" لَا يَحِلُّ مَالُ امْرِئٍ مُسْلِمٍ إِلَّا بِطِيبِ نَفْسٍ مِنْهُ"[10] کہ کسی بھی مسلمان کا مال حلال نہیں سوائے اس کی رضامندی کے۔ لہٰذا دوسرے کا مال ،خدمت کے عوض ہی کمایا جا سکتا ہے۔اس لیے خدمات (services) کے عوض دوسرے کا مال حاصل کرنا اور اجرت کمانا اجارہ[11] (lease) کہلاتا ہے۔

اسلام نے جہاں ایک اجیر (lessee) اور مزدور کو کئی حقوق دے ہیں وہاں مستاجر (lessor) اور مالک کو انہیں پورا کرنے کا بھی ذمہ دار بنایا ہے۔ مثلا ایک مزدور کا سب سے بنیادی حق یہ ہے کہ اس کی خدمت کا بدلہ اسے عطا کیا جائے۔ جیسے کہ قران کریم میں موسیٰؑ کے متعلق آتا ہے۔ کہ انہوں نے شعیبؑ کی بھیڑ، بکریوں کو پانی پلایا اور ان کی دو بیٹیوں نے گھر جا کر یہ واقعہ اپنے والد شعیبؑ کو بتایا تو انہوں نے ایک بیٹی کو بھیجا کہ انہیں گھر بلالو، تاکہ ان کے احسان کا بدلہ دیا جاسکے۔ قرآن کریم نے اس واقعہ کو یوں نقل کیا ہے۔ "فَجَاءَتْهُ إِحْدَاهُمَا تَمْشِي عَلَى اسْتِحْيَاءٍ قَالَتْ إِنَّ أَبِي يَدْعُوكَ لِيَجْزِيَكَ أَجْرَ مَا سَقَيْتَ لَنَا "[12].پس وقت پر ان کو اجرت دینا،ان کے کھانے پینے کا خیال رکھنا،ان کے ساتھ حسن سلوک اختیار کرنا، ان کے آرام کا خیال رکھنا کرنا۔ دورانِ کام انہیں وقفہ دینا۔ کام کے مناسب اجرت دیناجو عرف (custom) میں رائج ہو،سب ان کے بنیادی حقوق ہیں۔

---

[9] الهيثمي،أبو الحسن نور الدين علي بن أبي بكر بن سليمان ،موارد الظمآن إلى زوائد ابن حبان،(دمشق:دارالثقافة العربية،الطبعة: الأولى،١٤١١-١٤١٢ هـ)،٣: ٤٢٥

[10] الشيباني، أبو عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل بن هلال بن أسد ، مسند الإمام أحمد بن حنبل،(مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى،١٤٢١ هـ١٠٠٢م)،٣٤: ٣٠

[11] الْإِجَارَةُ بَيْعُ الْمَنْفَعَةِ، وهي نَوْعَانِ إجَارَةٌ عَلَى الْمَنَافِعِ، وَإِجَارَةٌ عَلَى الْأَعْمَالِ، وَفَسَّرَ النَّوْعَيْنِ بِجَعَلَ الْمَعْقُودَ عَلَيْهِ فِي أَحَدِ النَّوْعَيْنِ الْمَنْفَعَةَ وَفِي الْآخَرِ الْعَمَلَ وَهِيَ فِي الْحَقِيقَةِ نَوْعٌ وَاحِدٌ لِأَنَّهَا بَيْعُ الْمَنْفَعَةِ فَكَانَ الْمَعْقُودُ عَلَيْهِ الْمَنْفَعَةَ فِي النَّوْعَيْنِ جَمِيعًا(الكاساني، بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع،(دارالكتب العلمية، الطبعة: الثانية،١٤٠٦هـ)،٤: ١٧٤

[12] القصص:٢٥

ایک اور واقعہ اس سلسلے میں بہت مشہور ہے کہ آپ ﷺ ایک حجام کے پاس تشریف لے گئے اور ان سے پچھنے یا سینگیں لگوائیں اور پھر ان کو اجرت عطا فرمائی۔ حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے نائی سے سینگیں لگوائیں اور اسے اس کے بدلے اجرت دی۔

جیسے کہ ارشاد ہے"احْتَجَمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَعْطَى الْحَجَّامَ أَجْرَهُ"[13]

اسی طرح مزدور کو بروقت اجرت دینے کے متعلق فرمان نبوی ﷺ ہے کہ مزدور کو اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے اس کی اجرت دیا کرو۔ "عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَعْطُوا الْأَجِيرَ أَجْرَهُ قَبْلَ أَنْ يَجِفَّ عَرَقُهُ"[14] یہ مزدور کی سب سے پہلی اور بنیادی ضرورت ہے۔کیونکہ وہ دن بھر روزی کی تلاش میں خاک چھانتا ہے۔اور پھر پسینے میں شرابور ہوکر کسی کام کو پایہ تکمیل تک پہنچا دیتا ہے تو اس کا حق بنتا ہے کہ اسے جلد از جلد اس کا بدلہ دیا جائے۔ مزدور کو وہ کھانا کھلانا جو مالک خود کھاتا ہو۔ اور ایسے کپڑے پہنانا جیسے مالک خود پہنتا ہو ،اور اس کی طاقت سے زیادہ اس پر بوجھ نہ ڈالنا۔اگر کوئی بوجھ والا ،مشکل کام اس کے ذمہ لگا یا جائے تو اس کی مدد اور معاونت کرنا۔یہ سب اس کے حقوق ہیں۔ حدیث پاک میں ارشاد ہے۔" قالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ» :إِخْوَانُكُمْ جَعَلَهُمُ اللَّهُ فِتْيَةً تَحْتَ أَيْدِيكُمْ، فَمَنْ كَانَ أَخُوهُ تَحْتَ يَدِهِ فَلْيُطْعِمْهُ مِنْ طَعَامِهِ، وَلْيُلْبِسْهُ مِنْ لِبَاسِهِ، وَلَا يُكَلِّفْهُ مَا يَغْلِبُهُ، فَإِنْ كَلَّفَهُ مَا يَغْلِبُهُ فَلْيُعِنْهُ"[15]۔ اگرچہ اس حدیث کا پس منظر یہ ہے کہ آپ ﷺ نے غلاموں کے بارے میں یہ حکم فرمایا تھا،لیکن ان کے ساتھ کام میں نرمی کا حکم دیا گیا ہے جو ایک آدمی کا زر خرید غلام ہے اور جس کے سفید وہ سیاہ کا مالک وہ شخص ہے،تو وہ شخص جو کچھ دیر کیلئے ،عارضی طور (temporary basis) پر خدمت سر انجام دے رہا ہو تو اس کے

[13] الطحاوي، أبو جعفر أحمد بن محمد بن سلامة بن عبد الملك بن سلمة الأزدي الحجري المصري ،شرح معاني الآثار، (عالم الكتب، الطبعة، الأولى،١٤١٤هـ،١٩٩٤م)،٤: ١٢٩

[14] أبو عبد الله محمد بن سلامة بن جعفر بن علي بن حكمون القضاعي المصري ،مسند الشهاب،(بيروت:مؤسسة الرسالة، الطبعة، الثانية،١٤٠٧-١٩٨٦)،١: ٤٣٣

[15] الترمذي ، أبو عيسى، محمد بن عيسى بن سَوْرة بن موسى بن الضحاك،سنن الترمذي،(مصر:شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي، الطبعة، الثانية،١٣٩٥ هـ-١٩٧٥م)،٤: ٣٣٤

ساتھ بطریق اولٰی نرم کرنی چاہئے،اور وہ اس کا مستحق ہے۔ مزدور کو اس کے کام کے مناسب اجرت دینا بھی اس کا بنیادی حق (basic right) ہے۔

پس اسلام کے مالیاتی نظام(economic system) خدمات سرانجام دینے میں مزدور کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ اسلام بڑی واضح طور پر حلال اور حرام (permitted and prohibited) معاشی سرگرمیوں کے درمیان فرق کرتا ہے ،لہٰذا ایک اسلامی سلطنت (Islamic state) میں مزدور صرف حلال سرگرمی کے عمل کا حصہ بن سکتا ہے۔ اسلام مزدور کی رہنمائی کیلئے جابجا اصول ذکر کرتا ہے۔چنانچہ اسلامی تعلیمات کے مطابق ایک مزدور کیلئے ضروری کہ وہ اپنے پیشہ میں ماہر ہونے کے ساتھ ساتھ مخلص بھی ہو۔ کیونکہ اللہ پاک نے ہر کام کو اچھی طرح سرانجام دینے کا حکم دیا ہے۔حدیث پاک میں آتا ہے۔"إنَّ اللهَ كَتَبَ الإحْسَانَ على كلِّ شيءٍ[16]"کہ اللہ تعالیٰ نے ہر کام بھلے طریقے سے کرنے کا حکم دیا ہے۔ دوسری طرف ایک مالک کا رویہ اپنے ماتحتوں کے ساتھ انصاف،بھائی چارہ اور نیکی پر مبنی ہونا چاہئے۔ جیسے کہ حدیث پاک میں ارشاد ہے" اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تین آدمیوں کے ساتھ قیامت والے دن میرا جھگڑا ہوگا، پہلا وہ شخص جو میرے نام پر کسی کو پناہ دے اور پھر خلاف ورزی کرے،دوسرا وہ شخص جو کسی آزاد انسان کو بیچ کر اس کی قیمت کھائے اور تیسرا وہ شخص جو کسی مزدور سے پورا پورا کام لے اور اسے اجرت نہ دے[17]" یہ اس لیے کہ اللہ پاک ناانصافی (injustice)کو نا پسند فرماتا ہے۔ چنانچہ جو شخص ظلم کا ارتکاب کرے اور مزدور کا حق دبائے ،وہ اللہ تعالیٰ کی عدالت میں بھی مجرم ٹھہرتا ہے اور اللہ قیامت کے دن اس کے ساتھ بہت سختی کے ساتھ نمٹے گا۔پس قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے جا بجا اپنے بندوں کو روزی عطا کرنے کا ذکر کیا ہے، اور روزی کی تقسیم انسانوں کی مصلحت کے پیش نظر مقرر فرمادی ہے۔اور دنیاوی نظام کو جاری وساری رکھنے کیلئے لوگوں کے ذمہ مختلف امور تفویض کئے گئے ہیں۔ہر انسان کی حاجات و ضروریات دوسرے کی انجام دہی پر منحصر ہیں۔

---

16 أبو داود ،سنن أبي داود،(دار الرسالة العالمية، الطبعة، الأولى، ١٤٣٠هـ-٢٠٠٩م)،٤: ٤٣٧

17 البخاري،صحيح البخاري،(دار طوق النجاة،الطبعة، الاولي،١٤٢٢هـ)،٣: ٨٢

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: "أَهُمْ يَقْسِمُونَ رَحْمَتَ رَبِّكَ نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَعِيشَتَهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍ لِيَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُخْرِيًّا وَرَحْمَتُ رَبِّكَ خَيْرٌ مِمَّا يَجْمَعُونَ"[18]

اس آیت کی تفسیر میں امام رازیؒ فرماتے ہیں: "وَإِنَّمَا فَعَلْنَا ذَلِكَ لِأَنَّا لَوْ سَوَّيْنَا بَيْنَهُمْ فِي كُلِّ هَذِهِ الْأَحْوَالِ لَمْ يَخْدُمْ أَحَدٌ /أَحَدًا وَلَمْ يَصِرْ أَحَدٌ مِنْهُمْ مُسَخَّرًا لِغَيْرِهِ وَحِينَئِذٍ يُفْضِي ذَلِكَ إِلَى خَرَابِ الْعَالَمِ وَفَسَادِ نِظَامِ الدُّنْيَا"[19] کہ ہم نے بندوں کے درمیان معیشت کو تقسیم کیا ہے ۔ تاکہ ان میں سے بعض دوسروں کی خدمت کر سکیں۔اگر ہم سب کو برابر کردیتے تو ان میں سے کوئی کسی کی خدمت نہ کرتا،جس کی وجہ سے نظامِ عالم (worldly life)میں جینا مشکل ہوجاتا۔پس اس آیت سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے دوسروں کی خدمت کے عوض اجرت لینا عین مصلحت قرار دیا ہے۔ یاد رہے مالداری کے درجات میں تفوق پائے جا نے سے کسی کی ذات میں کمتری اور برتری پیدا کرنے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔

جیسے کہ ارشادِباری تعالیٰ ہے:"أَيَحْسَبُونَ أَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهِ مِنْ مَالٍ وَبَنِينَ -نُسَارِعُ لَهُمْ فِي الْخَيْرَاتِ بَلْ لَا يَشْعُرُونَ"[20]کہ جن لوگوں کو ہم مال اور اولاد دیتے ہیں وہ یہ گمان نہ کریں کہ ہم انہیں فائدے پہنچارہے ہیں؟ توایسا ہرگز نہیں ہے۔[21]کیونکہ مال و جمال کی وجہ سے حسب و نسب پر فخر کرنا اسلام کی نظر(perspective) میں قابلِ مواخذہ (cognizable offense) جرم ہے اور خود اللہ پاک بھی کسی کے مال اور شکل کو دیکھ کر معاملہ نہیں فرماتے بلکہ دلوں اور اعمال کو دیکھتے ہوئے فیصلے فرماتے ہیں۔

جیسے کہ حدیث پاک میں فرمان نبوی ہے۔"إن الله لا ينظر إلى صوركم وأمواكم ولكن ينظر إلى قلوبكم وأعمالكم"[22]۔کہ اللہ کے ہاں معیار صورت اور مال نہیں بلکہ دلوں کا خلوص اور بدن سے صادر ہونے والے اعمال ہیں۔

---

[18] الزخرف: ۳۲

[19] الرازي، فخر الدين، أبو عبد الله محمد بن عمر بن الحسن بن الحسين التيمي،مفاتيح الغيب، التفسير الكبير، (بيروت:دار إحياء التراث العربي،الطبعة: الثالثة، ۱۴۲۰ ھ)،۲۷: ۶۳۰

[20] المومنون:۵۵-۵۶

[21] مفتی محمد شفیع، معارف القرآن، (کراچی: ادارۃ المعارف)،۲: ۳۱۵

[22] الدارمي ، أبو حاتم، محمد بن حبان بن أحمد بن حبان بن معاذ بن مَعْبدَ، التميمي، ، البُستي الإحسان في تقريب صحيح ابن حبان،(بيروت:مؤسسة الرسالة، الطبعة، الأولى،۱۴۰۸ھ-۱۹۸۸م)،۲: ۱۱۹-۱۲۰

کیونکہ جہاں ایک مزدور کسی مالدار کی خدمت سر انجام دیتے ہوئے مال کا حقدار بنتا ہے تو اسے محتاج نہ سمجھاجائے اسلئے کہ جتنا یہ اجیر مال کا محتاج ہے اتنا ہی وہ شخص کام کیلئے اس کا محتاج ہے۔جتنا کسی مزدور کواپنی گزر بسر کیلئے جمع پونجی چاہئے اتنا ہی اس مالدار کو گزر اوقات کیلئے کام کاج کی ضرورت درپیش ہوتی ہے۔ جیسے آیت بالا کی تشریح میں سید قطب فرما تے ہیں۔ "والتفاوت في الرزق هو الذي يسخرهذا لذاك، ويسخر ذاك لهذا في دورة الحياة.العامل مسخر للمهندس ومسخرلصاحب العمل .والمهندس مسخر للعامل ولصاحب العمل.وصاحب العمل مسخرللمهندس وللعامل على السواء .وكلهم مسخرون للخلافة في الأرض بهذا التفاوت في المواهب والاستعدادات،والتفاوت في الأعمال والأرزاق" [23].لہذا رزق اور قابلیت میں فرق اور تفاوت کی وجہ سے ہر شخص کو اللہ نے دوسرے کی خدمت میں لگایاہوا ہے۔اگر ایک عامل انجینئر اور مالک کی خدمت کررہاہے تووہ انجینئر اور مالک اس مزدور کی بھی خدمت کرتے ہیں۔لہذا یہ تفاوت کسی استعلاء(superiority) برتری اور تفاخر کا سبب نہیں بلکہ صرف نظامِ عالم کو چلانے کیلئے یہ فرق ضروری ہے۔

اگر پاکستان کے وضعی قوانین[24] کو دیکھا جائے تو ان میں سب سے پہلا قانون یہ ہے کہ مملکتِ پاکستان میں کوئی بھی قانون اسلامی روح(spirit of Islamic law) کے خلاف نہیں بنے گا۔ یہ بات مسلم ہے کہ ہر اس قانون کو چیلنج کیا جا سکتا ہے، جو اسلامی قوانین کے ساتھ متصادم ہو،دستورپاکستان میں اکثر قوانین اسلامی ہیں البتہ کئی ضروری قوانین کو مزید شامل کرنے کی ضرورت ہے۔لہذا کئی شرعی اور اسلامی قوانین ایسے ہیں جنہیں دستورِ پاکستان میں شامل کیا جاناچاہئے ۔ اور جو قوانین شامل ہیں ان کی مکمل تفصیل وتشریح ازبس ضروری ہے۔ لہٰذا ان کو تفصیلی طور پر دستور پاکستان میں شامل کرنا چاہئے۔

مقالہ ہذا شرعی نقطہ نظر سے مزدور کے حقوق کوزیربحث لاتاہے، نیزپاکستانی آئین کے اندر موجود چند قوانینِ اجرت (laws of compensation) کا بھی جائزہ لیتاہے۔اور جو قوانین دستورپاکستان میں شامل ہیں آیاوہ

---

[23] سيد قطب إبراهيم حسين الشاربي، في ظلال القرآن،(بيروت،القاهرة:دار الشروق، الطبعة، السابعة عشر، ١٤١٢هـ)،٥: ٣١٨٧

[24] القانون هوالضبط الاجتماعي المختص في استعمال السلطة بصورة مرتبة في المجتمع المنظم سياسيا-يعني انها الحصيلة النهائية للسلطة المنظمة-(روسكو باوند،ضمانات الحرية في الدستور الامريكي،ترجمه د-محمد لبيب،شنب،(القاهرة: دارالمعرفة،ب ت)١٤٠

شرعی قوانین کے ساتھ کس حد تک مطابقت رکھتے ہیں؟ان کا جائزہ لیا گیا ہے۔اور مزدوروں سے متعلق جو شرعی قوانین آئینِ پاکستان (constitution of Pakistan)میں شامل نہیں،ان کی نشاندہی کی گئی ہے،تاکہ انہیں شامل کیا جاسکے۔اسی طرح مزدوروں سے متعلق شرعی قوانین (Islamic laws) اور قوانینِ پاکستان کا سرسری موازنہ کیا گیا ہے۔چنانچہ مزدور سے متعلق چند شرعی اور آئینی حقوق کا جائزہ لیا گیا ہے۔

مزدور کے اخلاقی حقوق:(Moral Rights)

ا۔ ایک مزدور کا سب سے پہلا اور بنیادی حق یہ ہے اس کے ساتھ انسانیت والا سلوک کیا جائے اور اس کی عزت وو قار(prestige)کا خیال رکھا جائے۔کیونکہ وہ باقی انسانوں کی طرح بشر اور انسان ہے۔ اس کے بھی احساسات اور جذبات ہیں۔اسے بھی بھوک اور پیاس لگتی ہے،وہ بھی آرام کا خواہاں ہوتا ہے۔ یہ اور بات ہے کہ مزدور اپنے حالات کی ستم ظریفی (transgression of days) کی وجہ سے تپتے دھوپ میں کام کرنے پر مجبور ہوتا ہے۔لہٰذا ان پر ان کی استطاعت سے زیادہ بوجھ لادنا ظلم کے زمرے میں آتا ہے۔کیونکہ خود اللہ تعالیٰ نے بنی آدم کو ترغیب دی ہے کہ وہ اللہ سے دعا مانگے کہ اے اللہ مجھ پر ایسا بوجھ مت لادئے جس کی مجھ میں اٹھانے کی طاقت نہیں ہے۔ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔"رَبَّنَاوَلاَتُحَمِّلْنَامالاَطَاقَةَ لَنَابِهِ"[25]۔لہٰذا معلوم ہوا کہ اللہ پاک خود اپنے بندوں پر طاقت سے زیادہ بوجھ ڈالنا نہیں چاہتا تو انسان پر بھی لازم ہے کہ وہ اللہ کے بندوں پر ان کی استطاعت اور طاقت سے زیادہ بوجھ نہ ڈالے۔ اس طرح ان کے ساتھ نرمی اور آسانی کا معاملہ کیا جانا چاہئے،کیونکہ اگر انسان دوسرے انسانوں پر رحم کرے گا تو اللہ پاک اس انسان پر رحم کرے گا۔جیسے فرمان نبوی ﷺ ہے۔"الرَّاحِمُونَ يَرْحَمُهمُ الرَّحمنُ، ارحَمُوا أهلَ الأرضِ يَرْحَمْكُم مَن في السّماء"[26]کہ اللہ رحم کرنے والوں پر رحم کرتا ہے،جو اہل زمین پر رحم کرے گا اللہ پاک اس پر رحم کرے گا۔ آئین پاکستان میں موجود قوانین ملازمین، تجارتی یونینوں اور متعلقہ ایجنسیوں کو اپنی متعلقہ ذمہ داریوں کا احساس دلانے اور اپنے مقرر کردہ قانونی حقوق کے بارے میں آگاہ کرنے کے لئے مکمل رہنمائی فراہم کرتے ہیں جیسے بہتر منافع اور بہتر اجرت پانے کیلئے بنائے

---

[25] البقرة: ٢٨٦

[26] الكتاب، أبو داود، سليمان بن الأشعث بن إسحاق بن بشير بن شداد بن عمرو الأزدي السِّجِسْتاني، سنن أبي داود،(الناشر،دارالرسالة العالمية، الطبعة،الأولى، ١٤٣٠هـ-٢٠٠٩م)،٧: ٢٩٨

گئے قوانین ایک بڑی مثال ہیں۔ یہ قوانین ملازمین سے تعلق رکھنے والے معاملات کے سلسلے میں بھرپور معاونت کرتے ہیں۔ مثلاً آئین پاکستان کے مبادیات میں آرٹیکل ۱۱ کے جزء(ب) کے تحت یہ بات لکھ دی گئی ہے کہ ہر قسم کا کام جو جبری طور پر لیا جائے، یا انسانی تقدس کے خلاف ہو، وہ آئین پاکستان کی روسے بھی ممنوع ہے۔[27] اسی طرح اسی آرٹیکل کے جزء چہارم کی دوئم شق میں یہ بات تحریر کی گئی ہے کہ ریاست پاکستان کے اندر کسی بھی شخص سے اس کی حریت (freedom) سلب نہیں کی جائے گی اور نہ ہی اس کی شان اور وقار کے خلاف کوئی خدمت لی جائے گی۔[28]

اسی طرح دستور پاکستان میں "Elimination of exploitation" کے عنوان سے استحصال کے خاتمہ کیلئے یہ قانون بنایا گیا ہے کہ ریاست اپنی بساط کے مطابق مختلف کاموں کے اندر پائے جانے والے استحصال کا قلع قمع کرنے کیلئے کوشاں رہے گی۔ اور بنیادی قوانین (basic laws) کو متعارف کرانے اور ان کے نفاذ میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کرے گی[29]۔ لہٰذا ایک مزدور کا استحصال کرنا بایں طور کہ اس سے زیادہ کام لیا جائے یا اس کی مجبوری کا فائدہ اٹھایا جائے، بالکل ناروا عمل شمار کیا جائے گا۔ اس تفصیل کے مطالعہ سے پتہ چلا کہ مزدور کے ساتھ ظلم وزیادتی نہ کرنے کے حق میں شریعت اور قانون پاکستان دونوں ایک پیج (one page) پر ہیں۔

کام کے مواقع پیدا کرنا:(Opportunities for Work)

ایک مزدور کا دوسرا اخلاقی حق یہ ہے کہ حکومت اور باختیار ادارے اس کیلئے کام کاج کے مواقع فراہم کریں۔ کیونکہ ہر انسان کے اندر مختلف النوع صلاحیتیں پائی جاتی ہیں۔ جبکہ دوسری طرف معاشرہ میں ہر قسم کی ضروریات پائی جاتی ہیں۔ لہٰذا ان کو پورا کرنے کیلئے مختلف افراد کی ضرورت پڑتی ہے۔ اب اس مزدور کو جس فن میں مہارت حاصل ہے اور وہ اسے احسن طریقہ سے پورا کرنے کا اہل ہو تو اس کی انجام دہی پر اس کو اجرت

[27] The actual text flows as, ''Slavery, forced labour, etc., prohibited.-(1) Slavery is non-existent and forbidden and no law shall permit or facilitate its introduction into Pakistan in any form.(2) All forms of forced labour and traffic in human beings are prohibited.(3) No child below the age of Fourteen years shall be engaged in any factory or mine or any other hazardous employment.(4) Nothing in this Article shall be deemed to affect compulsory service-(a) By any person undergoing punishment for an offence against any law; or(b) required by any law for public purpose: Provided that no compulsory service shall be of a cruel nature or incompatible with human dignity…*The Constitution of Pakistan,* Article, 11.

[28] Ibid, Article 11. 4(b)

[29] Khosa, A. S. K. "The Constitution of Pakistan 1973." (Lahore: Kausar Brothers. Art 175, 1988).

اور وظیفہ ملے گا۔ اس کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہوگا کہ معاشرے سے بے روزگاری کا خاتمہ ہوگا اور اس کی ایک زبردست مثال عہد نبوی ﷺ سے ہمیں ملتی ہے ،جس میں ایک شخص دربارِ رسالت میں حاضر ہوکر سرکارِ دوعالم ﷺ سے کہتا ہے میری ضرورت پوری کی جائے۔ آپ ﷺ پوچھتے ہیں کہ کیا آپ کے گھر میں کوئی چیز ہے؟ تو صحابیؓ فرماتے ہیں ۔جی ہاں ایک کجاوااور پیالہ موجودہیں۔ آپؐ فرماتے ہیں اسے میرے پاس لے آؤ۔ صحابی دربار نبوی میں پیش فرماتے ہیں۔ آپؐ اسے ہاتھ میں لے کر پوچھتے ہیں کون اسے خریدے گا ؟ایک صحابیؓ عرض کرتاہے میں اس کے بدلے ایک درہم دیتاہوں، آپ ﷺ پھر پوچھتے ہیں اس سے زیادہ کون دے گا؟ ایک اور صحابیؓ فرماتے ہیں میں دو درہم کے بدلے خریدتاہوں آپ ﷺ اسے دے کر وہ دو درہم اس انصاری صحابیؓ کو عطافرماتے ہیں آپ نے اسے کہا کہ ایک درہم کا کھاناخرید کر گھر والوں کو دے دو اور دوسرے درہم کی ایک کلہاڑی خریدلو۔ اس نے ایساہی کیاتو آپ نے اپنے ہاتھ سے اس میں لکڑی لگائی اور اس صحابیؓ سے کہا کہ جاؤ جنگل سے لکڑی کاٹو اور پندرہ دن تک مجھے نظر نہیں آنا۔ تو وہ چلا گیا جنگل اور لکڑی کاٹ کر بیچتا رہا،اور اس عرصے میں دس درہم کمائے۔ آپ نے فرمایااب ان میں سے اپنے گھر والوں کیلئے کپڑے اور لباس خریدلو۔ یہ آپ کیلئے اس سے بہتر ہے کہ سوال کرنااور مانگنا آپ کیلئے روز قیامت عذاب کاباعث بنے۔ کیونکہ مانگناسوائے تین آدمیوں کے کسی کیلئے جائز نہیں۔ ایسے فقیر کیلئے کہ جو مدقع ہو۔ ایسے مقروض کیلئے کہ جس کے قرضہ نے اسے دبایاہوا ہو۔ یاایسے خون بہا کہ وجہ سے کہ اسے اداکئے بغیر کوئی چارہ نہ ہو۔

جیسے کہ حدیث ذیل میں ہے۔"عن أنس بن مالك: أن رجلاً من الأنصار أتى النبيَّ–صلَّى الله عليه وسلم –فاشترى ببعضها ثوباً، وببعضها طعاماً، فقال رسولُ الله–صلَّى الله عليه وسلم– "هذا خيرٌ لك من أن تجيءَ المسألةُ نكتةً في وجهك يومَ القيامة، إن المسألة لا تَصلُحُ إلا لثلاثة:––"[30]

حدیث بالا کی روشنی میں یہ بات واضح ہوگئی کہ آپؐ نے اس صحابی کی رہنمائی فرمائی اور اس کو ایک منظم لائحہ عمل بتلادیا جس کے ذریعے وہ صحابی کمانے کے قابل ہوا۔

البتہ کسی بھی ملک میں بہتر روزگار فراہم کرنے کیلئے اقتصادی ترقی (economic development) ایک بنیادی شرط ہے۔ لیکن محض اقتصادی ترقی بھی بے روزگاری (unemployment) ختم کرنے سے قاصر ہے کیونکہ صرف پیداواری اور مستحکم روزگار ہی غربت اور محرومیوں کا قلع قمع کرسکتاہے۔ اس مقصد کیلئے پاکستان نے مزدور کے معیار بہتر

---

[30] أبو داود ،سنن أبي داود، (دار الرسالة العالمية الطبعة،الأولى، ١٤٣٠هـ–٢٠٠٩م)،٣: ٨١-٨٢

بنانے کیلئے بہت سے بین الاقوامی وعدوں کی پاسداری کا وعدہ کیا ہے۔ جیسے" بین الاقوامی تنظیم مزدور[31] (International Labour Organization) کے معاہدات جن میں تنظیم سازی کی آزادی، جبری مزدوروں کا خاتمے، کام پر مساوات، بچے کی محنت کا خاتمہ جیسی شرائط مذکور ہیں۔ حکومت کا خیال ہے کہ بین الاقوامی وعدوں کی روشنی میں مہذب کام کا اسٹریٹجک مقصد، مزدوروں کے حقوق اور مفادات کی حفاظت کرتے ہوئے اقتصادیات اور سماج کو بھرپور توجہ دینا ہے، جو کہ درج ذیل مقاصد جیسے پیداواری، مستحکم اور محفوظ کام کے مواقع، مزدوروں کے بنیادی حقوق اور مفادات کا احترام؛معاشرتی حفاظت اور سماجی گفتگو پر مشتمل ہیں۔ اس سلسلے میں آئین پاکستان کے آرٹیکل ۳۸ کے جزء(ب) میں یہ قانون پایا جاتا ہے کہ ریاست تمام شہریوں کیلئے دستیاب وسائل میں روزگار کے مواقع اور مناسب آرام اور تفریح کے ساتھ کافی معیشت فراہم کرنے کے پابند ہوگی۔ اور اس کے ساتھ جزء(د) میں معذور اور بیمار افراد کیلئے بھی روزکار کی فراہمی ریاست کی بنیادی ذمہ داری گردانی گئی ہے۔[32] یہاں سے پتہ چلتا ہے کہ شریعت اور آئین پاکستان دونوں میں ارباب حل وعقد کو عوام الناس کیلئے روزگار کے مواقع فراہم کرنے کا پابند بنایا گیا ہے۔اب اگر دیکھا جائے تو شریعت میں ہمیں اس کی کئی مثالیں ملتی ہیں جن میں آپ ﷺ نے بے روزگار افراد کو کام دلانے میں اپنا کردار ادا کیا،اور ان کی رہنمائی فراہم کی۔ اس کے مقابلے میں موجودہ حکمران کس حد تک اپنا کردار ادا کرتے ہیں؟ قابلِ بحث موضوع ہے۔ کیونکہ ہر گزرتے دن کے ساتھ افراد کی تعداد میں بھی اضافہ ہوتا ہے،اور لازمی طور پر ان کی ضروریات میں بھی اضافہ ہوگا۔تو

---

[31] The ILO was founded in 1919, in the wake of a destructive war, to pursue a vision based on the premise that universal, lasting peace can be established only if it is based on social justice. The ILO became the first specialized agency of the UN in 1946. The main aims of the ILO are to promote rights at work, encourage decent employment opportunities, enhance social protection and strengthen dialogue on work-related issues. The unique tripartite structure of the ILO gives an equal voice to workers, employers and governments to ensure that the views of the social partners are closely reflected in labour standards and in shaping policies and programmes. For further details please see …https://www.ilo.org/global/lang--en/index.htm (accessed: January 26, 2019)

[32] The actual text of the Constitution flows as … ''Steps shall be taken to enable the Muslims of Pakistan, individually and collectively, to order their lives in accordance with the fundamental principles and basic concepts of Islam and to provide facilities whereby they may be enabled to understand the meaning of life according to the Holy *Qur'ān* and Sunnah… The Constitution of Pakistan, 1973, Article, 31

حکمرانوں کو ذمہ داری اور زیادہ بڑھ جاتی ہے۔ لیکن یہ بات بھی بجا ہے اور روزمرہ کا مشاہدہ ہے کہ ہر گزرتے دن کے ساتھ انسان اپنی ذمہ داریوں سے مبرا ہوتا جاتا ہے۔

حقوق اللہ کی ادائیگی:(Rights of Allah)

ایک مزدور کا حق بنتا ہے کہ اسے دوران عمل پیش آمدہ عبادات کی ادائیگی کا وقت دیا جائے۔کیونکہ یہ اس کے اور اس کے رب کے درمیان کا تعلق ہے اور اس کے بدلے اس کی اجرت میں بھی کٹوتی نہیں کی جانی چاہیے۔ چاہے یہ عبادت نماز کی صورت میں ہو، فریضہ حج کی ادائیگی کی صورت میں ہو، یا جمعہ پڑھنے کی صورت میں ہو۔کیونکہ یہ سارے فرائض لازمی ہیں۔ اگر ان کی ادائیگی میں مالک حائل بنے تو مزدور کو اس کی خلاف ورزی پر مورد الزام نہیں ٹھہرایا جائے گا۔کیونکہ خالق کی معصیت میں مخلوق کی اطاعت کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

جیسے کہ فرمان نبوی ﷺ ہے۔"لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوقٍ فِي مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ"[33] اس لیے اس کے بدلے میں اجرت نہیں کاٹی جائے گی۔ اب فرض نماز کی ادائیگی کیلئے کتنا وقت درکار ہو گا۔؟ اسکی تحدید اور تعیین میں علماء کا اختلاف پایا جاتا ہے۔ بعض علماء نے یہ وقفہ آدھے گھنٹے کا مقرر کیا ہے اور اس کی دلیل یہ دی ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت بلال ؓ کو کہا تھا کہ آپ اذان اور اقامت کے دوران اتنا وقفہ رکھیں کہ ایک شخص کھانا کھا کر فارغ ہو، یا پانی پی کر فارغ ہو، یا قضاء حجت سے فارغ ہو سکے۔ لہٰذا کھانے کا یہ وقفہ کم از کم آدھا گھنٹہ ہونا چاہئے۔ ان حضرات کا محل استدلال درجہ ذیل حدیث ہے۔

فرمان نبوی ﷺ ہے۔" يَا بِلَالُ، إِذَا أَذَّنْتَ فَتَرَسَّلْ فِي أَذَانِكَ، فَإِذَا أَقَمْتَ فَاحْدُرْ، وَاجْعَلْ بَيْنَ أَذَانِكَ وَإِقَامَتِكَ مَا يَفْرُغُ الْآكِلُ مِنْ أَكْلِهِ وَالشَّارِبُ مِنْ شُرْبِهِ وَالْمُعْتَصِرُ إِذَا دَخَلَ مِنْ قَضَاءِ حَاجَتِهِ، وَلَا تَقُومُوا حَتَّى تَرَوْنِي"[34]

یوسف القرضاویؒ نے کل دس منٹ کو کافی قرار دیا ہے اور انہوں نے عمال یعنی مزدوروں کو باوضوء کام کرنے کی تلقین کی ہے تا کہ کم از کم وقت صرف ہو۔ اگر باوضوء رہنا مشکل ہو تو کم از کم موزے پہن کر کام کریں تا کہ کسی حد تک

---

[33] أبو بكر بن أبي شيبة، عبد الله بن محمد بن إبراهيم بن عثمان بن خواستي العبسي ، الكتاب المصنف في الأحاديث والآثار،(الرياض: مكتبة الرشد، الطبعة، الأولى،١٤٠٩)،٦: ٥٤٥

[34] الكَسّي، أبو محمد عبد الحميد بن حميد بن نصر ،المنتخب من مسند عبد بن حميد،(القاهرة: مكتبة السنة، الطبعة، الأولى)،١: ٣١٠

وقت کم صرف ہو۔[35] اس بارے میں آئینِ پاکستان میں کوئی تصریح نہیں پائی جاتی کہ ،دوران مزدوری ایک عامل کیلئے مذہبی ذمہ داریوں کی ادائیگی کا اختیار ہو گا یا نہیں۔ البتہ اجمالی طور پر اتنی بات پائی جاتی ہے کہ ہر شہری کا یہ بنیادی حق ہے کہ وہ اپنے کسی بھی مذہب کو مانے، اس پر عمل کرے یا اس کی اشاعت میں اپنا کردار ادا کرے اور وہ اسی مذہب کی تعلیم کیلئے کوئی ادارہ قائم کرے۔ جیسے کہ آئین پاکستان کے اندر موجود ہے۔

> "*Every citizen shall have the right to profess, practice and propagate his religion and to establish, maintain and manage its religious institutions…*"[36]

اس شق کے اندر اجمالی(without details) طور پر یہ بات موجود ہے کہ ہر شہری کو اپنی مرضی کا مذہب اختیار کرنے اور اس پر عمل کرنے کی اجازت ہے۔ لیکن ایک مزدور کو جو بطور اجیر کام کر رہا ہو، تو جیسے وہ کھانے، پینے کیلئے وقفہ کرتا ہے، اور یہ بات اگرچہ دوطرفہ معاہدے میں نہ بھی لکھی گئی ہو تو ضمنی طور پر اسے تسلیم کیا جاتا ہے۔ کیونکہ کھائے پیئے بغیر کوئی چارہ ہی نہیں۔ اسی طرح ایک اسلامی ریاست اور مسلمان ہونے کے ناطے نماز سے بھی مفر نہیں۔ لازما پڑھنی پڑے گی۔ تو آیا ایک مزدور کو دوران کام نماز پڑھنے کی اجازت ہو گی یا نہیں؟ اگر ہو گی تو کتنا وقت درکار ہو گا؟ اور کیا اس کے بدلے اجرت کاٹی جائے گی یا نہیں؟ اس سلسلے میں آئین پاکستان کے اندر کوئی تصریح موجود نہیں۔

تعیین اجرت بھی مزدور کا حق ہے:(Determination of Remuneration)

اجرت بالاتفاق عقد اجارہ کا بنیادی رکن ہے۔ البتہ باقی ارکان (عاقدین اور منفعت) جمہور اور احناف کے ہاں مختلف فیہ ہیں۔ ماہرین لغت اجرت سے مراد کام کا بدلہ لیتے ہیں[37]۔ جبکہ شریعت میں اس سے مراد کام کا وہ بدلہ جو ایک

---

[35] Please see for minute details of the issue ….
http://www.qaradawi.net/site/topics/article.asp?cu_no=2&item(accessed December16, 2018)

[36] Munir, Muhammad, and Zubair Saeed. The Constitution of the Islamic Republic of Pakistan: being a commentary on the Constitution of Pakistan, 1973. (PLD. Publishers, 1975), 12.

[37] الفیروزآبادی، مجد الدین أبو طاهر محمد بن یعقوب، القاموس المحیط، مؤسسة الرسالة للطباعة والنشر والتوزیع، (بیروت، لبنان: الطبعة،الثامنة،۱۴۲۶ھ-۲۰۰۵م)،۱: ۳۴۲

مالک، مزدور کو اس منفعت کے عوض عطا کرتا ہے جو وہ حاصل کر چکا ہوتا ہے۔[38] اجرت متعین کرنا ضروری ہے، جیسے کہ حدیث پاک میں آتا ہے۔ ''عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «نَهَى عَنِ اسْتِئْجَارِ الْأَجِيرِ حَتَّى يُبَيِّنَ لَهُ أَجْرَهُ''[39] کہ تعیینِ اجرت کے بغیر کسی شخص سے خدمت کرانے سے آپؐ نے منع فرمایا ہے۔ اجرت کی مختلف صورتیں ہو سکتی ہیں۔ جیسے نقود کی شکل میں اجرت، سامان کی شکل میں اجرت اور نفقہ (maintenance) کی شکل میں اجرت وغیرہ۔ ان میں سے اصل اجرت، نقدی(remuneration in currency) والی ہے کیونکہ عامل اپنی ضروریات پوری کرنے کیلئے اسے استعمال میں لاتا ہے۔ جبکہ اجرت عروض سے مراد ایسی اجرت ہے جو عامل کسی خدمت کے عوض اشیاء کی صورت میں حاصل کرے۔ جیسے اگر وہ کسی فیکٹری میں کام کرے اور اس کے بدلے وہاں بننے والی اشیاء حاصل کرے۔ جبکہ اجرت نفقہ سے مراد ایسی اجرت ہے کہ انسان کسی مزدور سے اس کے کھانے، پینے اور کپڑوں کے عوض کام کروائے۔ اگرچہ نان نفقہ والی اجرت کے بارے میں فقہاء امت کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے. مالکیہ[40]، شوافع[41]، حنابلہ[42] اور احناف کے ایک قول کے مطابق درست نہیں کیونکہ اس اجرت میں جہالت پائی جاتی ہے جو نزاع (dispute) کا باعث بنتی ہے۔ البتہ احناف کے دوسرے قول کے مطابق دودھ پلانے کے عوض جائز ہے کیونکہ اس بارے میں نص وارد ہے۔ ''وَعلَى الْمَوْلُودِ لَهُ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ لاَ تُكَلَّفُ نَفْسٌ إِلاَّ وُسْعَهَا''[43] اور اس کے علاوہ کسی بھی

---

[38] هُوَ الْعِوَضُ الَّذِي يَدْفَعُهُ الْمُسْتَأْجِرُ لِلْمُؤَجِّرِ فِي مُقَابِلَةِ الْمَنْفَعَةِ الَّتِي يَأْخُذُهَا مِنْهُ۔ دیکھئے۔ حاشية الدسوقي على الشرح الكبير، للدسوقي محمد بن أحمد بن عرفة المالكي،دار الفكر،۴: ۲

[39] أبو بكر البيهقي، معرفة السنن والآثار،جامعة الدراسات الإسلامية (كراتشي،باكستان: الطبعة، الأولى، ۱۴۱۲هـ-۱۹۹۱م)،۸: ۳۳۵

[40] الصاوي، أحمد بن محمد، بلغة السالك إلى مذهب الإمام مالك، الطبعة الأخيرة، (مصر:شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي وأولاده،۱۹۵۲م)،۲: ۲۷۰

[41] الشيرازي ،أبو اسحاق إبراهيم بن علي بن يوسف، المهذب فى فقه الإمام الشافعي،(الناشر، دار الكتب العلمية)،۲: ۴۰۶

[42] الشيباني، عبد القادر بن عمر، ابن ضويان، إبراهيم بن محمد، المعتمد في فقه الإمام أحمد،(بيروت، لبنان: دارالخير)، ۱: ۵۱۳

[43] البقرة:۲۳۳

صورت میں جائز نہیں۔[44]بہر کیف اجرت کی کوئی بھی قسم ہو ،اس کی تحدید اور تعیین (limit and determination) ضروری ہے۔ جیسے شعیبؑ نے اپنی بیٹی کے نکاح کے بدلے موسیٰؑ کو آٹھ یا دس سال بکریاں چرانا بطور اجرت مقرر فرمایا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:" قَالَ اِنِّیۡۤ اُرِیۡدُ اَنۡ اُنۡکِحَکَ اِحۡدَی ابۡنَتَیَّ ہٰتَیۡنِ عَلٰۤی اَنۡ تَاۡجُرَنِیۡ ثَمٰنِیَ حِجَجٍ ۚ فَاِنۡ اَتۡمَمۡتَ عَشۡرًا فَمِنۡ عِنۡدِکَ "[45]

چنانچہ موسیٰؑ نے اسے قبول فرمایا۔اور انہوں نے دس سال تک شعیبؑ کی بکریاں چرائیں۔

پاکستان کے اندر حکومت بالعموم مزدور مارکیٹ (labour market) پر اور بالخصوص مزدوری کی سطح پر معیشت کے مختلف حصوں میں وسیع اثرات رکھتا ہے۔ مختلف ادوار میں حکمرانوں کے اقتدار میں آنے اور چلے جانے کے اثرات براہ راست مزدور مارکیٹ پر پڑتے رہتے ہیں۔ عالمی سطح پر بھی مزور کے متعلق پیکجز (packages) کے متعارف کئے جانے سے مزدور اب سماج کا حصہ نہیں رہا بلکہ وہ رسد اور مطالبہ (demand and supply) کی قوت کے درمیان پایا جانے والا ایک آلہ کار ہے اور اسے پیداواری عمل میں حتی الامکان استحصال کرتے ہوئے استعمال کیا جاتا ہے۔اس سلسلے میں حکومتی اقدامات کے اثرات کا اندازہ کرنے کے لئے کسی بھی پرائیویٹ فرم (private company) کا اپنے ملازمین کی تنخواہوں کی اصلاح کیلئے قدم اٹھانا شاید سب سے اہم اور قابل فخر مداخلت ہے. کیونکہ ۱۹۹۰ء سے ۲۰۰۵ء تک مزدوروں کی تنخواہوں کے سلسلے میں کی جانے والی ساری ترامیم ایک مزدور کو معیاری زندگی گزارنے کے قابل بنانے میں ناکام رہی ہیں۔ پاکستان نے "Minimum Wage Ordinance of 1961 " کے نام سے ایک آرڈیننس کا قیام عمل میں لاکر تعیین اجرت کی طرف پہلا قدم اٹھایا ہے۔اس آرڈیننس کے اندر مزدوروں اور آجروں کے نمائندے مقرر کئے گئے تاکہ وہ ان پڑھ اور بے ہنر افراد کیلئے کم از کم اجرت کی حد مقرر کر سکیں۔ ابتدائی طور پر، آرڈیننس کے ذریعے ایسے کاروباری اداروں کا احاطہ کیا گیا جس میں ۲۰ یا اس سے زیادہ کارکن پائے جاتے تھے۔ جبکہ ۱۹۶۵ء میں اس کا معیار بہتر بنانے کیلئے ۳۰ ملازم رکھنے والے اداروں تک جبکہ ۱۹۶۹ میں ۵۰ ملازمین والے فرم تک بڑھا دیا گیا تھا۔اس طرح ۱۹۶۱ء کے آرڈیننس میں قانون سازی کے مقاصد واضح نہیں تھے۔ جبکہ ۱۹۶۹ء میں اس کے مقاصد یہ ذکر کئے گئے تاکہ مزدوروں کو

---

[44] الكاساني، علاء الدين، أبو بكر بن مسعود بن أحمد ،بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، (دارالكتب العلمية، الطبعة، الثانية،۱۴۰۶ھ-۱۹۸۶م)،۴: ۱۹۳

[45] القصص: ۲۷

مساوی اور منصفانہ روزگار کو یقینی بنایا جاسکے۔ مزید برآں یہ آرڈیننس بتاتا ہے کہ کم سے کم اجرت مقرر کرنے کا مقصد کارکنوں کے بنیادی اور جائز حقوق کی حفاظت اور " آجروں کی طرف سے جاہل یا کم تعلیم یافتہ یا غریب اور پسے ہوئے طبقے کے استحصال (exploitation) کو روکنا ہے۔

ڈاکٹر محمد عرفان لکھتے ہیں: "۱۹۹۴ء کے بعد سے "کم از کم" اجرت کی ساری اصلاحات مزدوروں کا معیارِ زندگی کو برقرار رکھنے میں غیر مؤثر ثابت ہوئے ہیں، کیونکہ یہ کم سے کم افراطِ زر کی وجہ سے پڑنے والے اثرات کا مقابلہ کرنے میں ناکام رہی ہیں۔ مزید برآں بد عنوان اور نااہل حکومتوں کی وجہ سے اس آرڈیننس پر عملدرآمد میں زبردست کمی واقع ہوئی ہے۔ الغرض اس آرڈیننس کی وجہ سے زرعی اور عام سیکٹر میں مزدوروں کو کوئی فائدہ نہیں ہوا"[46]

اجرت کی ادائیگی کا وقت: (Time for Remuneration)

شریعت اجرت کی بروقت ادائیگی کی تلقین کرتی ہے۔ جیسے فرمان نبوی "اعطوا الاجیر اجره قبل ان یجف عرقه"[47] سے واضح ہے۔ سارے فقہاء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ مالک اور مزدور کو اجرت کی ادئیگی کے طریقے پر متفق ہونا چاہئے۔ اس طرح اگر مالک اور مزدور متفق ہوں تو اجرت کام کی تکمیل سے قبل اور کام کی تکمیل کے بعد بھی ادا کی جا سکتی ہے۔ اور قسطوں (installments) پر بھی ادا کی جا سکتی ہے۔ البتہ کچھ صورتوں میں اجرت موخر کرنا منع ہے۔ کیونکہ اس کے تاخیر میں خرابی لازم آتی ہے۔ اگر اجرت کوئی چیز ہو، یعنی اعیان کے قبیلے سے ہو تو اسے موخر نہیں کرنا چاہئے۔ جیسے کہ اجرت گھڑی یا گاڑی ہو تو اس کے موخر کرنے سے جھگڑا پیدا ہو سکتا ہے۔ اور اس چیز کے ضائع ہونے کا بھی خدشہ ہے۔

جیسے کہ علامہ کاسانیؒ فرماتے ہیں: "وَأَمَّا إِذَا كَانَتْ الْأُجْرَةُ عَيْنًا مِنْ الْأَعْيَانِ--[48]" اگر عاقدین نے اجرت کی ادئیگی کا وقت ابتداء عقد میں متعین نہ کیا ہو تو اجرت کب ادا کی جائے گی؟ اس بارے میں دو اقوال ہیں۔ پہلا قول یہ ہے کہ مزدور محض عقد کی وجہ سے اجرت کا مستحق بن جاتا ہے۔ اور جوں جوں وقت گزرتا ہے مزدور کا حق اجرت کی شکل میں مالک کے ذمہ پکا ہو جاتا ہے۔ جیسے نکاح میں مہر محض عقد نکاح کے ساتھ ہی لازم ہو جاتا ہے ایسے ہی عقد اجارہ میں اجرت

---

[46] Irfan, Mohammad. "Pakistan's Wage Structure, during 1990-91–2006-07." *Working Papers & Research Reports* 2009 (1961): 2009-54, 28-29.

[47] أبو عبد الله محمد بن سلامة بن جعفر بن علي بن حكمون القضاعي المصري ،مسند الشهاب،(بيروت: مؤسسة الرسالة، الطبعة، الثانية،١۴٠٧- ١٩٨٦)،١: ۴٣٣

[48] الكاساني،بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع،(الناشر،دارالكتب العلمية، الطبعة، الثانية،١۴٠٦هـ-١٩٨٦م)، ۴: ٢٠٢

عقد اجارے کے ساتھ ہی لازم ہوتا ہے۔ دوسرا قول احناف اور مالکیہ کا ہے کہ مزدور محض عقد کی وجہ سے اجرت کا مستحق نہیں بنتا جب تک کہ وہ خدمت بجانہ لائے۔

جیسے کہ قرآن کریم میں ارشاد ہے۔"فَإِنْ أَرْضَعْنَ لَكُمْ فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ"[49] کہ جب دودھ پلانے والی دودھ پلالے تو تم ان کو اجرت دیا کرو۔ گویا یہاں اجرت دینے کیلئے دودھ پلانے کی شرط لازم قرار دی گئی ہے، کیونکہ شرط اور جزاء کے بیچ میں فاء واقع ہوئی ہے۔اور وہ شرط کے بعد جزاء کے وقوع پر دلالت کرتی ہے اور یہ اجرت کو مہر پر قیاس (analogy) کرنے کو قیاس مع الفارق کہتے ہیں کیونکہ دونوں میں فرق ہے۔ کہ عقد نکاح کے وقت مہر لازم ہونے کی وجہ یہ ہے کہ وہاں مہر کا عوض بضع کی شکل میں حوالے کیا جاتا ہے۔اس کے برعکس عقد اجارے کے وقت خدمت سرانجام نہیں دی جاتی کہ اجرت لازم ہو بلکہ وہ تو خدمت سرانجام دینے کے بعد لازم ہوتی ہے۔ قائلین قول اول فرماتے ہیں۔ کہ آیت میں فاء تعقیب کا ہر جگہ یہ مطلب نہیں ہوتا بلکہ جب شرط ادا کرنے کا ارادہ کرلے تو جزاء لازم ہو جاتا ہے۔ جیسے "فاذا قرات القران فاستعذ با الله من الشيطان الرجيم"[50] کہ جب قرآن پڑھنے کا ارادہ کرلے تو تعوذ پڑھ لے۔

دونوں آراء پر غور وخوض کے بعد دوسرا قول زیادہ درست معلوم ہوتا ہے کہ اجرت محض عقد کرنے سے لازم نہیں ہوتی بلکہ منافع حاصل کرنے کے بعد لازم آتی ہے۔ کیونکہ اس کی تائید آپؐ کے قول سے بھی ہوتا ہے۔ جیسے کہ فرمان نبوی ہے "ولكن العامل إنما يوفى أجره إذا قضى عملُه"۔[51] کہ مزدور کو اس کا کام مکمل ہونے پر اجرت دی جاتی ہے۔

آئین پاکستان کے مطابق مالک، مزدور کے ساتھ طے شدہ معاہدے کے مطابق اجرت دینے کے پابند ہو گا۔ گویا اس میں عموم ہے کہ اگر پہلے سے مالک اور مزدور کے درمیان اجرت کی ادائیگی کے متعلق کوئی بات نہیں ہوئی تو کام کے اختتام پر مزدور اجرت کا مستحق بنے گا، جیسا کہ شریعت کا قانون ہے اور اگر پہلے سے کوئی وقت مقرر کیا گیا ہے تو حسب وعدہ (as per promise) مالک ادائیگی کا ذمہ دار ہو گا۔ جیسے کہ درج ذیل الفاظ سے معلوم ہوتا ہے۔

[49] الطلاق: ۶

[50] النحل: ۹۸

[51] الشيباني، مسند الإمام أحمد بن حنبل، (القاهرة،: الناشر، دارالحديث، الطبعة:الأولى، ۱۴۱۶ھ-۱۹۹۵م)، ۸،: ۳۱

"*It is the right of a worker to work according to the job assigned and to receive wages as per agreed terms and conditions of employment…*[52]

گویا آئین پاکستان کے مطابق اجرت کی ادئیگی میں مزدور اور ماک دونوں کی مشترکہ فیصلہ کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔ البتہ اس مقررہ وقت پر بھی نہ دینا ایک طرح کی زیادتی اور ظلم تصور ہو گا۔ جیسے کہ شریعت میں بہت ساری وعید آئی ہوئی ہے۔

اجرت کی ادائیگی کی ضمانت: (Guaranteed Remuneration)

اجرت کی ادائیگی مالک اور مستاجر کی ایک بنیادی ذمہ داری (basic legal responsibility) ہے۔ لہٰذا اسلام نے مزدور کیلئے کچھ ضمانتیں عطاء کی ہیں تاکہ وہ اس کی اجرت کے حصول میں معاون ثابت ہو سکیں۔ پہلا ضمان اس چیز کو روکے رکھنا ہے تاکہ مزدور اپنی اجرت حاصل کرلے اور فقہاء نے ان اشیاء کی دو قسمیں بتائی ہیں وہ چیزیں جن کے بنانے میں مزدور کا عمل دخل ہو، جیسے درزی اور ترکھان وغیرہ کا عمل۔ پس ایسی چیز کو اجرت حاصل کرنے کی غرض سے روکے رکھنے کے بارے میں فقہاء کے درج ذیل اقوال پائے جاتے ہیں۔ پہلا قول بعض احناف[53]، شوافع[54] اور حنابلہ[55] کا ایک قول ہے: کہ اگر مستاجر مفلس نہ ہو تو مزدور اس چیز کو روک لے، تاکہ اسے اجرت مل جائے۔ دوسرا قول اکثر حنابلہ کا ہے، اگر روکنے کی وجہ سے مالک کی تنگدستی کا اثر پڑتا ہو تو اسے روکے، تاکہ وہ اس کا بدلہ دے اور اگر اس پر فقر وفاقہ اور تنگدستی نہ آتی ہو تو اس چیز کو نہ روکے۔ کیونکہ اس عین کے اندر مزدور کا عمل پایا جاتا ہے۔ لہٰذا وہ اجرت کے حصول تک اسے اپنے پاس روکے رکھے گا۔ تیسرا قول اکثر علماء احناف اور مالکیہ کا ہے کہ چاہئے مالک اس عین کے روکنے سے فقر وفاقے

---

[52] Fasih, Tazeen. *Analyzing the impact of legislation on child labor in Pakistan*. The World Bank, 2007, 54.

[53] الزيلعي، عثمان بن علي بن محجن البارعي، فخر الدين الحنفي ،تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق وحاشية الشِّلْبِيِّ، (القاهرة: المطبعة الكبرى الأميرية،بولاق، الطبعة،الأولى،١٣١٣هـ)،٥: ١٣٥

[54] النووي، محيي الدين بن شرف المجموع شرح المهذب، تحقيق محمد نجيب المطيعي، بدون رقم طبعة،(جدة، السعودية: مكتبة الإرشاد)،١٤: ٣١٦

[55] ابن قدامة أبو محمد موفق الدين عبد الله بن أحمد بن محمد ،المغني، عالم الكتب، (الرياض، السعودية: الطبعة، الثالثة،١٤١٧هـ)،٨: ١٢٤

کاشکار ہوتا ہے یہ نہیں، مزدور کو بہر حال اس چیز کے روکنے کا اسے حق حاصل ہے۔ کیونکہ مزدور کا عمل اس کا ملک ہے، اور وہ عمل اس چیز کے ساتھ ایسا چپکا ہوا ہے کہ اس سے علیحدہ ہونا ناممکن ہے۔ لہذا اس کو روکنے کا اسے پورا پورا حق ہے۔[56]

دوسری قسم ان اشیاء کی ہے جن میں عامل اور مزدور کا عمل دخل اور اثر نہیں ہوتا۔ مثلاً مزدور کوئی چیز ایک جگہ سے اٹھا کر دوسری جگہ لے جاتا ہے۔ اس صورت میں حصول اجرت کیلئے اس چیز کے روکنے اور نہ روکنے میں دو اقوال ہیں۔ حنفیہ، شافعیہ اور حنابلہ روکنے سے منع کرتے ہیں کیونکہ جس کام کے بدلے اجرت طے پائی تھی وہ فنا ہو چکا ہے اور اس کے بقاء کا کوئی تصور نہیں ہے۔ لہذا اس چیز کے روکنے کا اختیار اسے نہیں ہے۔ جبکہ مالکیہ اس چیز کے روکنے کا اختیار دیتے ہیں۔ کیونکہ مزدور نے اپنی خدمت بیچ دی ہے، جیسے کہ ایک بائع کوئی چیز بیچتا ہے۔ پس جس طرح بائع کو حصول ثمن کی خاطر اس چیز کو روکنے کا اختیار ہے ایسے ہی یہاں مزدور کو حصول اجرت کی خاطر اس چیز یا عین کو روکنے کا بھی اختیار حاصل ہے۔

مالکیہ کا قول زیادہ درست معلوم ہوتا ہے کیونکہ مزدور نے اپنی جان اور وقت اس پر صرف کیا ہے۔ لہذا وہ اجرت کا مستحق ہے اور جب تک اسے اجرت نہیں ملتی وہ اسے روکنے کا حقدار ہے۔ البتہ اگر وہ چیز مالک کے حوالے کر دی گئی تو اس کے بعد زبردستی روکنے کا اسے اختیار نہیں۔ واللہ اعلم۔

احتجاج اور ہڑتال۔ شریعت اور قانون کی نظر: (Protest and Strike: Sharī'ah and Conventional Law Approach)

مزدور کا اپنے مالک کے ظلم کے خلاف شکایت کرنا، اس کا شرعی حق ہے۔ اگر مالک مقرر کردہ شروط سے تجاوز کرے اور مزدور پر ظلم کرے تو اس کے خلاف ارباب اختیار تک شکایت کرنا مزدور کا حق ہے۔ اور اس کی دلیل پیغمبر پاک ﷺ کی حیات طیبہ سے ملتی ہے۔ یزید فرماتے ہیں کہ میں نے ابو کے غلام عمیر سے سنا۔ فرمانے لگے کہ میرے آقا نے مجھے گوشت کاٹنے کو کہا۔ پس ایک مسکین میرے پاس آیا تو میں نے کچھ گوشت اسے کھلایا۔ جب میرے آقا کو اس کا پتہ چلا تو اس نے مجھے مارا، میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، اور ان کو شکایت کی، آپ ﷺ نے اسے بلایا اور اس سے پوچھا کہ تم نے اسے کیوں مارا ہے؟ اس نے کہا۔ اس نے میری اجازت کے بغیر کھانا دوسروں کو کھلایا ہے۔ تو

---

[56] الزيلعي ، عثمان بن علي بن محجن البارعي، فخر الدين الحنفي ،تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق وحاشية الشِّلْبِيِّ، (القاهرة: المطبعة الكبرى الأميرية، بولاق، الطبعة، الأولى،١٣١٣ھ)،٥: ١٣٥

آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کا اجر تم دونوں کو ملے گا۔[57]۔اس حدیث سے پتہ چلا کہ اگر مالک مزدور پر کوئی ظلم وزیادتی کرے تو اس کی شکایت ارباب حل وعقد سے کی جاسکتی ہے اور ظلم کرنے کی کئی صورتیں ہوسکتی ہیں۔ کبھی یہ حکمرانوں کو خط اور مراسلہ کے ذریعے ہوتی ہے، کبھی عدالت میں استغاثہ دائر کرنے سے بھی شکایت کی جاسکتی ہے۔ آج کے دور میں احتجاج اور مظاہرے سے مراد مزدور کا اپنے ذمہ واجب الاداء ذمہ داریوں سے مالک کی پیشگی اجازت کے بغیر رک جانا، تاکہ وہ اپنے جائز حقوق حاصل کرسکے[58]۔یا اس سے مراد مزدوروں کے کسی گروپ کا متفقہ طور پر کام کرنے سے اعراض کرنا ہے تاکہ وہ کام سے متعلق مشروط حقوق حاصل کرسکیں۔[59] احتجاج(protest)، ہڑتال(strike) اور مظاہرہ عموماً تین طرح کے ہوتے ہیں۔

ا۔ بھوک ہڑتال(hunger strike)، جو عموماً جیلوں اور قید خانوں کے اندر کئے جاتے ہیں اور کبھی کبھار چوک، چوراہوں میں بھی کئے جاتے ہیں۔

۲۔ عمومی ہڑتال(general strike) جو عوام الناس، حکومت وقت کے خلاف کیا کرتی ہے۔

۳۔ ایک گروہ یا تنظیم(group or organization) کے افراد(جو کسی ایک شعبہ سے وابستہ ہوں) کا ہڑتال جو خاص مقصد کیلئے اپنے ادارے سے کیا کرتے ہیں۔ بہر کیف ہڑتال کی بنیادی وجہ ہونی چاہئے اور اس کے حصول کیلئے احتجاج ناگزیر ہو تو اس کے کرنے کیلئے سند جواز دیا جائے گا۔ اور وجوہات درج ذیل ہوسکتی ہیں۔

ا۔ مزدور کا بنیادی حق(جن کا پہلے ذکر ہو چکا ہے) سلب ہو جائے تو ہڑتال اور احتجاج کرنے کا اختیار ہو گا۔

۲۔ اگر شروط میں حقوق مذکور ہوں لیکن مالک دینے سے منکر ہو اور مزدور نے زبانی یا تحریری طور پر استغاثہ دائر کر رکھا ہو، لیکن اسے حق نہ ملے تو وہ ہڑتال کرسکتا ہے۔

۳۔ اگر حکومت مالک اور مزدور کے درمیان عدل وانصاف قائم کرنے کیلئے مداخلت نہ کرے تو بھی ہڑتال کرنے کا اختیار ہے۔

---

[57] مسلم بن الحجاج أبو الحسن القشيري النيسابوري ،المسند الصحيح المختصر بنقل العدل عن العدل إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم،(بيروت: الناشر، دار إحياء التراث العربي)،٢: ٧١١

[58] نصر عامر، الإضراب وأثره في الفقه الإسلامي، مقال منشور على موقع القلم على شبكة الانترنت، http://www.alqlm.com/index.cfm?method=home.con&contentid=73 4(accessed December 24, 2018)

[59] رمضان، الوسيط في شرح قانون العمل،٥٠٤

ہڑتال اور احتجاج کے متعلق معاصر علماء کے دو مختلف گروہ پائے جاتے ہیں۔ ایک جماعت کے ہاں مزدور کیلئے مطلقاً کام چھوڑ کر ہڑتال کرنا درست ہے۔ اگر مسئلہ اس کے بنیادی حقوق کا ہو، کیونکہ مالک نے عقد میں خلل ڈال دیا ہے بشرطیکہ لوگوں کی مصلحت عامہ کو کوئی ضرر نہ پہنچے۔[60]، اور اگر مسئلہ بنیادی حقوق کے علاوہ اضافی مراعات (additional privileges) کا ہو اور احتجاج کی وجہ سے مفاسد اور خرابیاں پیدا ہوتے ہوں تو اس سے اجتناب بہتر ہے۔ کیونکہ شریعت کا قاعدہ ہے کہ "درء المفاسد أولى من جلب المنافع"[61]۔ کہ مفاسد سے اجتناب، منافع کے حصول سے اولی اور مقدم ہے۔ یعنی دفع مضرت کو جلب منفعت پر ترجیح دی جائے گی۔ پس جب کسی چیز کے دو پہلو ہوں۔ اس طور پر کہ فساد اور نفع دونوں پائے جاتے ہوں تو فساد اور نقصان سے بچنا ضروری ہے، بے شک نفع بھی جاتا رہے۔ کیونکہ شریعت کی نظر میں مامورات کی بجائے نواہی سے اجتناب زیادہ ضروری ہے۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مبارک ہے "مَا أَمَرْتُكُمْ بِشَيْءٍ فَأْتُوا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَمَا نَهَيْتُكُمْ عَنْ شَيْءٍ فَدَعُوهُ"[62] کہ جب میں کسی چیز کا حکم دوں تو اپنی بساط اور استطاعت کے مطابق جتنا ہو سکے، کر لیا کرو، اور اگر کسی چیز سے منع کر دوں تو اس سے مکمل اجتناب کرو۔ جو لوگ ہڑتال اور مظاہرے کے قائل ہیں، ان کے دلائل درج ذیل ہیں:

ا۔ جو شخص مظلوم ہو، اسے یہ اختیار ہے کہ وہ اس کی شکایت کیا کرے، جیسے کہ ارشاد باری ہے۔ "لاَّ يُحِبُّ اللّهُ الْجَهْرَ بِالسُّوَءِ مِنَ الْقَوْلِ إِلاَّ مَن ظُلِمَ وَكَانَ اللّهُ سَمِيعاً عَلِيما"[63]، لہٰذا اگر کئی افراد مظلوم ہوں، اور ان کی شنوائی بھی نہ ہو تو وہ اپنے حقوق کیلئے آواز اٹھا سکتے ہیں۔ تاکہ اس کا کچھ مداوا ہو سکے۔ دوسری دلیل یہ ہے کہ اشیاء کے اندر اصل اباحت ہے یہاں تک کہ کوئی دلیل اس کے خلاف پائی جائے۔ جیسے کہ "الأصل في الأشياء الإباحة حتى يدل الدليل على

---

[60] ورد هذا القيد في بحث بعنوان " الإضراب " للدكتور عبد الكريم زيدان على موقع جامعة الإيمان.
http://www.jameataleman.org/ftawha/zadean/zftw6.htm (accessed December 25, 2018)

[61] السبكي ،تاج الدين عبد الوهاب بن تقي الدين ، الأشباه والنظائر،(دارالكتب العلمية الأولى،١٤١١ھ-١٩٩١م)،١: ١٠٥

[62] الأصبهاني، أبو نعيم أحمد بن عبد الله بن أحمد بن إسحاق بن موسى بن مهران، المسند المستخرج على صحيح الإمام مسلم،(بيروت، لبنان: دار الكتب العلمية، الطبعة، الأولى،١٤١٧ھ-١٩٩٦م)،٤: ١١

[63] آية،١٤٨

التحریم"[64] امام ابن تیمیہؒ اس کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ اگر مقاصد کا حصول اسباب کو اختیار کئے بغیر ناممکن ہو تو، اسباب کا بھی وہی درجہ ہو گا جو مقاصد کا ہے۔ پس محرمات اور منہیات کیلئے اختیار کیا جانے والا سبب بھی حرام ہو گا، اس کے مقابلے میں طاعات اور قربات کیلئے اختیار کیا جانے والا سبب اس درجے کا ہو گا[65]۔ تیسری دلیل یہ ہے کہ ان ہڑ تال کو مقاصد کیلئے بطور عادات استعمال کئے جاتے ہیں، نہ کہ عبادات سمجھ کر اور اس سے شریعت منع نہیں کرتی۔

دوسرا فریق یہ کہتا ہے کہ ہڑ تال اور احتجاج زمیں میں فساد پھیلانے کے مترادف ہے اور اگر کچھ نہ ہو تو کم از کم اللہ کی یاد سے تور کاوٹ اور حائل بنتے ہی ہیں۔ ان دونوں آراء کو سامنے رکھنے کے بعد معلوم یہ ہوتا ہے کہ کچھ کاموں کے حصول کیلئے ہڑ تال اور احتجاج کی اجازت ہے بشرطیکہ وہ تخریب کاری (sabotage) اور فساد سے دور ہو۔ وگرنہ درست نہیں ہو گا اور اسی اصول کی بناء پر اگر مزدور کسی جائز مقصد (permissible purpose) کیلئے ہڑ تال کرتا ہے تو اس دن کی اجرت بھی اسے ملے گی۔ البتہ اگر وہ ناجائز اور غیر مشروع ہڑ تال ہو تو مزدور اجرت کا مستحق نہیں ہو گا۔ آئین پاکستان کے مطابق اگر مالک اور مزدور کے درمیان تنازع پیدا ہو جائے تو اسے تجارتی کونسل کے ذریعے حل کیا جائے گا۔ اور دونوں پارٹیاں اس بات کی پابند ہوں گی کہ وہ بات چیت (negotiation) کے ذریعے مسئلہ حل کریں۔ اگر بات چیت کے ذریعے مسئلہ حل نہ ہو سکے تو ایک پارٹی نوٹس کے ذریعے سات دنوں کے اندر مطلع کرے۔ اور حکومت کو بھی باخبر کرے۔ اگر اس سے بھی مسئلہ حل نہ ہو تو دونوں پارٹیاں کسی کو ثالث بنائیں۔ اگر یہ ثالثی بھی ناکام ہو جائے تو پھر ایک پارٹی اپنے حقوق کیلئے احتجاج کر سکتی ہے۔

اپنے جائز حقوق کے مطالبہ کیلئے ہڑ تال اور احتجاج کرنے کی اجازت ہے، کیونکہ حدیث پاک میں آپ ﷺ کا فرمان ہے۔ "لَيُّ الواجِدِ يحل عِرضَه وعقوبَتَه"[66]۔ کہ مالدار آدمی کے ٹال مٹول کرنے اور قدرت کے باوجود اجرت ادا نہ کرنے کی وجہ سے مقروض کو سختی کرنے اور قاضی کو اسے جیل میں ڈالنے کا جواز مل جاتا ہے۔ اور اس طرح ایک اور حدیث میں فرمان

---

[64] السيوطي، جلال الدين عبد الرحمن، الأشباه والنظائر في قواعد وفروع الشافعية،(القاهرة، مصر:دار السلام، ط۲، ۲۰۰۴م)،۱: ۶۰

[65] ابن القيم، الجوزية، محمد بن أبي بكر بن أيوب بن سعد شمس الدين إعلام الموقعين عن رب العالمين،(بيروت: دار الكتب العلمية، الطبعة، الأولى،۱۴۱۱ھ–۱۹۹۱م)،۲: ۱۴۸

[66] أبو داود ،سنن أبي داود، دار الرسالة العالمية،الطبعة، الأولى،۱۴۳۰ھ–۲۰۰۹م)،۵: ۴۷۳

نبوی ﷺ ہے۔ مَطْلُ الغَنِيِّ ظُلْمٌ، فَإِذَا أُتْبِعَ أَحَدُكُمْ عَلَى مَلِيٍّ فَلْيَتْبَعْ[67]۔ کہ مالدار شخص کا قرضہ ادانہ کرنا ظلم کے زمرے میں آتا ہے۔ان احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ ظلم صرف یہ نہیں کہ انسان دوسروں کا ناحق مال لے لے۔ بلکہ اس میں ہر قسم کی تعدی اور تجاوز اس میں شامل ہے، مثلا کسی کا آپ کے ذمہ حق ہو اور آپ اس سے انکار کریں، یا اس سے کم مقدار میں ادا کریں، جو آپ کے ذمہ لازم ہو، لہذا یہ سب ظلم کی اقسام میں ہیں۔ جب مالدار کا ٹال مٹول ظلم ہے، اور اس کی شکایت کئے جانے پر حقوق کی ادائیگی اس کے ذمہ لازم ہوتی ہے تو اس صورت میں کہ جب مالدار مالک ٹال مٹول کرے تو ریاست اور حکومت کو اس کے خلاف کاروائی کرنی چاہئے تاکہ مزدور کو اس کا حق دلایا جاسکے۔

آئینِ پاکستان کے اندر احتجاج اور ہڑتال کے پس منظر کے متعلق آتا ہے کہ جب مزدوراور مالک کے درمیان کوئی جھگڑا پیدا ہو تو ایک پارٹی "working council" یا کسی تیسری پارٹی کو تحریری طور پر مطلع کر دے اور فریق مخالف کو بھی اپنی شکایات (complaints) سے باخبر کرے۔ اب یہ تیسری پارٹی دس دنوں کے اندر مصلحانہ کوشش کرتے ہوئے کردار ادا کرے۔ اگر دونوں پارٹیاں کسی نتیجہ پر پہنچ آئیں تو دونوں سے ایک یاداشت پر دستخط کرائے۔ اور اس کی ایک کاپی تیسری پارٹی کے پاس بھیج دے اور ایک کاپی کمیشن کو بھیج دے۔ اگر صلح نہ ہو سکے تو کمیشن کی ذمہ داری ہے کہ پندرہ دنوں کے اندر اندر میٹنگ (meeting) کا انعقاد کرے اور تنازع ختم کرنے کی کوشش کرے۔ کمیشن کے سامنے دو نمائندے دونوں کی طرف سے پیش ہوں جن کے پاس مکمل اختیارات ہوں۔ اس دوران اگر کسی شخص کو ذاتی حیثیت (personal capacity) میں پیش ہونا پڑے تو اسے بلالیا جائے۔ اگر دونوں فریقین کسی بات پر متفق ہوں تو ثالث دونوں سے دستخط لے لے، اور پھر اسے کمیشن کے پاس بھیج دے۔ اگر صلح نہ ہو سکے تو ایسی کوشش پھر کیا کرے۔ اس دوران کوئی بھی فریق ہڑتال کر سکتی ہے۔ اور دوسرا فریق اس کی اطلاع کمیشن کو بھیج دے تاکہ وہ تنازع کو ختم کردے۔ اگر یہ ہڑتال تیس دن تک جاری رہنے والی ہو تو ریاست اپنی طرف سے مداخلت کرتے ہوئے اسے ختم کر سکتی ہے۔ اس کے بعد پھر کمیشن مداخلت کرتے ہوئے صلح (conciliation) کی کوشش کرے۔ یہ تو ایک طریقہ کار ہوا تنازع کو حل کرنے اور اپنا جائز احتجاج کرنے کا۔ اب اگر اس ضابطہ (settled principles) سے ہٹ کر ہڑتال اور احتجاج کیا جائے جیسے تو یہ غیر قانونی متصور ہو گا۔ اور ریاست اسے روکنے کی کوشش کرے گی۔ اب یہاں چند نکات ذکر کئے جاتے ہیں جن کی وجہ سے ہڑتال اور احتجاج ناجائز گردانے جاتے ہیں:

ا۔ اگر کوئی ایک فریق تحریری طور پر دوسرے کے علم میں لائے بغیر احتجاج شروع کرے تو یہ غیر قانونی شمار کیا جائے گا۔

[67] البخاري، صحيح البخاري، دار طوق النجاة، الطبعة، الأولى،١٤٢٢ه)،٣: ٩٤

۲۔ تحریری اطلاع کے بعد اس کے اندر درج تاریخ سے پہلے شروع کیا جانے والا احتجاج بھی ناجائز تسلیم کیا جائے گا۔ کیونکہ ہو سکتا ہے اس کا حل نکالا جارہا ہو اور انہوں نے اس کا انتظار کئے بغیر جلدی کر دی ہو۔ لہذا ان ساری صورتوں میں حکومت اسے روکنے کی ذمہ داری نبھائے گی۔

۳۔ اگر یہ احتجاج فیکٹری اور فرم کے مسائل کے علاوہ کسی اور وجہ کی بنیاد پر شروع کیا جائے جیسے کسی کی ذاتی دشمنی وغیرہ ہو تو بھی یہ غیر قانونی متصور ہو گا۔ [68]

خاتمہ: (Conclusion)

عامل اور اجیر کی اہمیت ہر معاشرے میں مسلم ہے، کیونکہ اس کی خدمات معاشرتی ترقی کیلئے ناگزیر ہیں۔ لہذا وہ ہر معاشرے کا ایک جزءلا ینفک اور اٹوٹ انگ ہے۔ چنانچہ شریعت اسلامی میں اس کے ساتھ حسن سلوک اختیار کرنے اور اچھا برتاو کرنے کی جہاں تلقین پائی جاتی ہے وہاں اسے باعث ثواب بھی گردانا گیا ہے۔ اسلام نے اسے کئی حقوق دئے ہیں۔ جیسے اس کی عزت اور وقار کا خیال رکھنا، اس کیلئے کام کے مواقع پیدا کرنا، اس کیلئے اجرت متعین کرنا، اسے بروقت اجرت دینا، اس کی بساط کے مطابق اس سے کام لینا، اس کے آرام کا خیال رکھنا، عبادت کی انجام دہی کا موقع دینا اور اس کے علاوہ بہتیرے حقوق اور عطا کئے گئے ہیں۔ اسی طرح موجودہ وضعی قوانین میں بھی مزدور کے کئی حقوق تحریر کئے گئے ہیں۔ مثلا ایک مزدور کا سب سے پہلا اور بنیادی حق یہ ہے اس کے ساتھ انسانیت والا سلوک کیا جائے اور اس کی عزت وو قار کا خیال رکھا جائے۔ اس لیے کہ وہ باقی انسانوں کی طرح بشر اور انسان ہوتا ہے۔ اس کے بھی احساسات اور جذبات ہوتے ہیں۔ اسے بھی بھوک اور پیاس لگتی ہے، وہ بھی آرام کرنے کا خواہاں ہوتا ہے۔ آئین پاکستان میں استحصال کے خاتمہ کے عنوان کے تحت یہ بات پائی جاتی ہے کہ ریاست اپنی بساط کے مطابق مختلف کاموں کے اندر پائے جانے والے استحصال کا قلع قمع کرنے کیلئے کوشاں رہے گی۔ اور بنیادی قوانین کو متعارف کرانے اور ان کے نفاذ میں کوئی کسر نہیں چھوڑے گی۔ لہذا ایک مزدور کا استحصال کرنا بایں طور کہ اس سے زیادہ کام لیا جائے یا اس کی مجبوری کا فائدہ اٹھایا جائے، بالکل ناروا عمل شمار کیا جائے گا۔ اس تفصیل کے مطالعہ سے پتہ چلا کہ مزدور کے ساتھ ظلم وزیادتی نہ کرنے کے حق میں شریعت اور قانون پاکستان دونوں ایک پیج پر ہیں۔ ایک مزدور کا دوسرا حق یہ ہے کہ حکومت اور باختیار ادارے اس کیلئے کام کاج کے مواقع فراہم کریں۔ کیونکہ ہر انسان کے اندر مختلف النوع صلاحیتیں ہوتی ہیں۔ اور معاشرہ میں ہر قسم کی ضروریات پائی جاتی ہیں۔ لہذا ان کو پورا کرنے کیلئے مختلف افراد کی ضرورت پڑتی

---

[68] Fasih, Tazeen. *Analyzing the impact of legislation on child labor in Pakistan*. The World Bank, 2007, 32.

ہے۔ اب اس مزدور کو جس فن میں مہارت حاصل ہے اور وہ اسے سرانجام بھی دے تو اس کو اجرت اور وظیفہ ملے گا۔ اس کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہو گا کہ معاشرے سے بے روزگاری کا خاتمہ ہو گا۔اب اگر دیکھاجائے توشریعت میں ہمیں اس کی کئی مثالیں ملتی ہیں جن میں آپ ﷺ نے بے روزگار افراد کو کام دلانے میں اپنا کردار ادا کیا،اور ان کی رہنمائی فراہم کی۔اس کے مقابلے میں موجودہ حکمران کس حد تک اپنا کردار ادا کرتے ہیں؟ قابل بحث موضوع ہے۔ کیونکہ ہر گزرتے دن کے ساتھ افراد کی تعداد میں بھی اضافہ ہوتا ہے،اور لازمی طور پر ان کی ضروریات میں بھی اضافہ ہو گا۔ تو حکمرانوں کو ذمہ داری اور زیادہ بڑھ جاتی ہے۔ لیکن یہ بات بھی بجا ہے اور روزمرہ کامشاہدہ ہے کہ ہر گزرتے دن کے ساتھ انسان اپنی ذمہ داریوں سے مبرا ہوتا جاتا ہے۔ایک مزدور کا حق بنتا ہے کہ اسے دوران عمل پیش آمدہ عبادات کی ادائیگی کا وقت دیا جائے۔کیونکہ یہ اس کے اور اس کے رب کے درمیان کا تعلق ہے۔اور اس کے بدلے اس کی اجرت میں بھی کٹوتی نہیں ہو گی۔ چاہئے یہ عبادت نماز کی صورت میں ہو ،فریضہ حج کی ادائیگی کی صورت میں ہو،یاجمعہ پڑھنے کی صورت میں ہو۔کیونکہ یہ سارے فرائض لازمی ہیں۔اس بارے میں آئین پاکستان میں کوئی تصریح نہیں پائی جاتی کہ ،دوران مزدوری ایک عامل کیلئے مذہبی ذمہ داریوں کی ادائیگی کا اختیار ہو گا یا نہیں۔البتہ اجمالی طور پر اتنی بات پائی جاتی ہے کہ ہر شہری کا یہ بنیادی حق ہے کہ وہ اپنے کسی بھی مذہب کو ماننے،اس پر عمل کرے یا اس کی اشاعت میں اپنا کردار ادا کرے۔اور وہ اسی مذہب کی تعلیم کیلئے کوئی ادارہ قائم کرے۔ اجرت کی کوئی بھی قسم ہو،اس کی تحدید اور تعیین ضروری ہے۔ جیسے شعیبؑ نے اپنی بیٹی کے نکاح کے بدلے موسیٰؑ کو آٹھ یادس سال بکریاں چرانا بطور اجرت مقرر فرمایا۔چنانچہ موسیٰؑ نے اسے قبول فرمایا۔اور انہوں نے دس سال تک شعیبؑ کی بکریاں چرائیں۔ پاکستان نے " Minimum Wage Ordinance of 1961 " کے نام سے آرڈیننس کا قیام عمل میں لاکر تعیین اجرت کی طرف پہلا قدم اٹھایا ہے۔اس آرڈیننس کے اندر مزدوروں اور آجروں کے نمائندے مقرر کئے گئے تا کہ وہ ان پڑھ اور بے ہنر افراد کیلئے کم از کم اجرت کی حد مقرر کر سکیں۔اس آرڈیننس کی وجہ سے زرعی اور عام سیکٹر میں مزدوروں کو کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ اجرت کی ادائیگی کے وقت کے متعلق آئین پاکستان کے مطابق مالک ،مزدور کے ساتھ طے شدہ معاہدے کے مطابق اجرت دینے کے پابند ہو گا۔ گویا اس میں عموم ہے، کہ اگر پہلے سے مالک اور مزدور کے درمیان اجرت کی ادائیگی کے متعلق کوئی بات نہیں ہوئی توکام کے اختتام پر مزدور اجرت کا مستحق بنے گا،جیسا کہ شریعت کا قانون ہے۔اور اگر پہلے سے کوئی وقت مقرر کیا گیا ہے تو حسب وعدہ مالک ادائیگی کا ذمہ دار ہو گا۔شریعت اسلامی اور آئین پاکستان ہر دو کے مطابق قانونی طور پر اپنے جائز مطالبات منوانے کیلئے مزدوروں کو احتجاج اور ہڑتال کرنے کا حق حاصل ہے۔البتہ آئین پاکستان کے مطابق اس کا ایک طریقہ کار بھی وضع کیا گیا ہے۔اس کے علاوہ احتجاج غیر قانونی متصور ہو گا۔